

آخری جنگ کیوں



سُنّی تَحْرِیک

پیش لفظ

کیا یہ جنگ ختم نہیں ہو سکتی جو آج ہر گھر میں جہاں بھی ایک مسلمان شعور پاتا ہے شروع ہو جاتی ہے؟ اور اس جنگ کی اصل وجہ کیا ہے۔ جو کہ بالخصوص اہلسنت و دیوبندی و ہابی حضرات کے درمیان ہے۔ اگر ذرا غلطے دل سے اس جنگ کے اصل اسباب پر غور کیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ کس کو کس سے کس بارے میں اختلاف ہے یا اس جنگ میں کوئی حق بجانب بھی ہے؟

یہ بات اس کتابچہ کو پڑھنے کے بعد سمجھ میں آسکے گی۔ اور یہ حقیقت بھی ہے۔ اس کتابچہ میں کسی پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہے۔ اگر یہ اختلافات حل ہو جائیں تو یہ جنگ خود بخود ختم ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کی توہین، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں۔ اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان پاک میں تنقیص نذر و نیاز کا انکار یہ سب باتیں جن لوگوں میں موجود ہوں پھر بھی وہ اسلام کے شیعہ الٰہی ہونے کے دعویدار بنتے ہیں؟

فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ یہ جنگ کس طرح ختم ہو سکتی ہے؟ آخر کس طرح باطل عقیدہ کے حامل افراد کو رجوع الی الحق پر آمادہ کیا جائے؟ اور یہ فریق غلط عقائد سے توبہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا تو آپ نے کس کا ساتھ دینا ہے؟ یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ آئے دن آپ اخباروں کے ذریعہ یا لوگوں سے اس قسم کی خبریں سنتے ہوں گے کہ فلاں مسجد میں جھگڑا ہو گیا فلاں نے فلاں کو مارا۔ یعنی سنی و ہابی جھگڑا۔

دراصل یہی اختلاف تو اس جھگڑے کی بنیادی وجہ ہے اہلسنت و جماعت کی مساجد پر دیوبندی و ہابی قابض ہیں۔ سینکڑوں مساجد کے جھگڑے پاکستان کی عدالتوں میں چل رہے ہیں یہی حال رہا تو دشمنان پاکستان جو ہر وقت مملکت خدا واد پاکستان کے

فکڑے فکڑے کرنے کے در پے ہیں۔ ان سے جنگ لڑنے کی بجائے آپس کی ٹلان جنگی میں لگ جائیں گے۔

آخر یہ جنگ کیسے ختم ہو گی؟ اس کا ایک ہی حل ہے کہ کتاب و سنت کی پابندی کی جائے اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہ کی جائے۔ جن لوگوں نے گستاخیاں کی ہیں۔ ان سے دور رہا جائے یا ان سے تمام گستاخیوں سے توبہ کرائی جائے اور ایسی تمام غلط کتابوں اور رسالوں کو پھاڑ کر سمندر کی نذر کر دیا جائے یا دفن کر دیا جائے۔ اس جنگ کے خاتمہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک اسلامی حکومت ایسے لوگوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق سزا دے جو اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کے ایمانی دلوں کو ریزہ ریزہ کرتے ہیں اور انکی غیرت ایمانی کو لٹا رہتے ہیں۔ یہ لوگ کبھی اللہ تعالیٰ کی شان میں عیب نکالتے ہیں۔ اور کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں۔ کبھی اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تنقیص کرتے ہیں اور کبھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اہانت کرتے ہیں، کبھی علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر سب و شتم کرتے ہیں اور کبھی صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی اہانتیں کرتے ہیں۔ غرضیکہ دیدہ و نہنوں کی زبانوں سے کسی کی عزت و عظمت محفوظ نہیں۔

ملک خداوار پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اس لئے ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسی تمام غلط کتابوں کو منہط کیا جائے جن کا تذکرہ اس رسالے میں ہے۔ اور اہلسنت و جماعت کی ان مساجد کو جن پر دیوبندی دہالی جبراً و خفیہ مختلف طریقوں سے قابض ہو گئے ہیں۔ ان سے آزاد کرا کے اور انہیں سینوں کے حوالے کرے اس طرح تمام فرقے اپنی اپنی زندگی اپنے اپنے عقیدوں کے مطابق گزاریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دوسروں پر مسلط ہو جائیں۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ جب ہم کسی کے حقوق کو پامال نہیں کرتے تو پھر اس ملک کی اکثریت کے حقوق کو آخر کیوں پامال کیا جا رہا ہے؟ یہ کیسا اندھیر ہے؟ جب ہم کسی کو نہیں چھیڑتے کوئی ہمیں کیوں چھڑے؟۔ یاد رہے اگر حقوق اہلسنت کا خیال نہ کیا گیا تو پھر سوراۃ عقلم اہلسنت

و جماعت قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ یقیناً حکومت اس طرف توجہ دے گی۔ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی اکثریت کا خیال رکھے گی۔ تاکہ ہر مذہب کا ماننے والا اپنے اپنے اصولوں کے مطابق امن و امان سے زندگی گزار سکے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رسالے کو پڑھ کر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس تحریک کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین 'یا رب العالمین' بھاء الہی الامین' رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

والسلام

خاک پائے علمائے اہلسنت

محمد سلیم قادری عفی عنہ

(کراچی)

وہابیت کا جھگڑا

وہابیت سے جو ہندو پاکستان میں ایک نزاع پھیلا ہے اور اس نے مسلمانوں کو اور ان کے نظم کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ بہت افسوسناک ہے۔ ایک گھر میں دو بھائیوں میں جنگ ہے۔ باپ بیٹوں میں جنگ ہے۔ پڑوسی کی پڑوسی سے لڑائی ہے۔ اہل محلہ کی آپس میں مخالفت ہے۔ غرضیکہ کوئی جگہ نہیں جہاں وہابیت نے فتنہ انگیزی نہ کی ہو۔ اور مسلمانوں کی گودوں میں 'پہلوؤں میں' سروں پر اس کے دشمن نہ بٹھا دیے ہوں۔ یہ وہاں سر زمین نجد سے اٹھی۔ "صحیح بخاری شریف" کی حدیث میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے صد ہا سال پہلے اس کی خبر دی تھی۔ وہ آگ بھڑکی وہ فتنہ پیدا ہوا اور عبدالوہاب نجدی کے گھر سے نکل کر عرب کے بعض مقامات میں پہنچا۔ جہاں پہنچا وہیں سے روکا گیا۔ نجد کے چھوٹے اور خشک اڈے رہے رونق خط کے چند خشک دماغ درندہ صفت انسانوں کے دماغ میں وہابیت کا تخیل گھومتا رہا۔ مگر افسوس کہ جو چیز دنیا کے ہر خطے نے ٹھکرا دی تھی اس کو ہندو پاکستان میں جگہ ملی۔ اس کا حتم دلی میں لگایا گیا اور جب کچھ پھوٹا تو اس کو دیوبند میں تربیت دیا گیا۔ وہاں وہ اس قدر پھسکا کہ اس کی شاخیں ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئیں اور ان سے اس ملک کی فضا مسموم ہو گئی اور اس کے ذہریلے اثر نے ملک کے بہت سے نوجوانوں کو برباد کر دیا اور فساد کی آگ لگا دی۔ زمانے گزر گئے مگر یہ فتنہ وضع نہ ہوا۔ ستم یہ ہے کہ وہابی فروع میں سینوں کے قریب قریب بالکل موافق ہیں۔ اہل سنت کی سی نماز، اہل سنت کا سا روزہ، انھیں کا سا حج و زکوٰۃ۔ فرض عبادات و معاملات کے تقریباً "جلہ مسائل میں اسی روش پر ہیں۔ وہی کتابیں ہیں جن پر اہل سنت کو اعتماد ہے اور ان سے وہ تمسک کرتے ہیں۔ ان سب کو وہابی مانتے ہیں۔ حنفیت کے مدعی لیکن بعض عقاید میں اور بعض فرعی مسائل میں ان کو ایسا تشدد ہے جس سے یہ عظیم الشان اختلاف پیدا ہو گیا اور ان عقائد کے ہوتے ہوئے کوئی صورت نہیں کہ وہابیہ کو اہل سنت مسلمان مانیں اور ان کی امامت جائز سمجھیں۔

وجہ افتراق

یہ بات اور زیادہ قابل افسوس ہے کہ جن عقاید کی بنا پر وہابی مسلمانوں سے جدا ہوئے اور جنگ کا محاذ قائم کیا وہ عقائد ان کے نقطہ خیال سے بھی ضروری نہیں ہیں مگر باوجود اس کے وہ ان عقائد سے باز نہیں آتے۔ اور انہوں نے ان تمام خانہ جنگیوں کی جو اس فتنے سے پیدا ہو گئی ہیں کوئی پروا نہیں۔ وہ اپنی ضد کے پکے اور ہٹ کے پورے ہیں۔ دنیا تباہ ہو جائے، سر پھٹ جائیں، امن و عافیت برباد ہو، غیر قومیں جری ہو جائیں۔ یہ سب کچھ گوارا ہے مگر ان غیر ضروری امور کا اور ان صریح باطل اعتقادات کا ترک کرنا گوارا نہیں۔

امکان کذب

وہابیوں کے لیے ان کے دین اور اعتقاد کی رو سے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ حضرت رب العزت تبارک و تعالیٰ کے لیے کذب جیسے کج امر کا امکان ثابت کریں؟ اگر وہابی ایسا نہ کریں، اس کے در پے نہ ہوں تو کیا وہ اپنے اعتقاد میں کافر ہو جائیں گے؟ ایمان سے خارج ہو جائیں گے؟ اس مسئلہ کے اعتقاد اور اس کے پھیلانے کی انہیں کیا حاجت ہے؟ وہ کیا مجبور ہیں؟ کیا قرآن پاک نے اس کی تعلیم دی ہے؟ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے؟ یا ائمہ دین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے مومن ہونے کے لیے ایسا اعتقاد ضروری بتایا ہے؟ کیا وجہ ہے کہ ایک نئی بات نکال کر دنیا میں فساد پھیلائیں۔ طرح طرح کے الزام انہیں، دنیا کی نظر میں ذلیل و رسوا ہوں، مگر اس سے باز نہیں آتے؟

براہین قاطعہ

اسی طرح حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نامناسب الفاظ کہنا، جیسا کہ "براہین قاطعہ" میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت یہ مکملے لکھے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وصعت نص سے ثابت ہوئی۔ آخر عالم کی

وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام خصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ "شیطان و ملک الموت کے لیے وسعت علم حلیم کریں" خصوص سے ثابت مانیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا انکار اور اس کا ثابت کرنا شرک میں شمار کریں؟ عجیب بات ہے ایک ہی چیز ہے "شیطان کے لیے ثابت ہو تو شرک نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہو تو شرک ہو جائے۔ اس قول کی شاعت اور اس پر حکم شرعی عرب و عجم کے فتووں میں ظاہر کیا جا چکا اور اس قول کی قیاحت بار ہا بتا دی گئی اور ہر ادنیٰ عقل والا اس کو نصابت دلیل سمجھتا ہے کہ ایک قوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وسعت علم ثابت کرنے کو شرک بتائے اور اسی کو شیطان کے لیے ثابت مانے تو گویا اس کے نزدیک شیطان (سجاذ اللہ ثم سبحانہ) خدا کا شریک ہو جاتا ہے کیونکہ جو چیز کسی ایک مخلوق کے لیے ماننا شرک ہو وہ جس کسی مخلوق کے لیے ثابت مانی جائے گی شرک ہی ہو گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مجدد عبادت بت کے لیے تو شرک ہو مگر وہابیوں کے کسی بڑے سے بڑے مولوی کو کر لیا جائے تو شرک نہ ہو۔ پھر جس چیز کو شرک کہنا اسی کو نص سے ثابت کرنا کیسا نتیجہ اور باطل ہے؟ یہ بحث ایک جداگانہ ہے۔ ہمیں تو صرف یہ کہنا ہے کہ وہابی کیا اپنے دین اور عقیدے کی رو سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں یہ اعتقاد رکھتے اور یہ کلمے کہنے پر مجبور ہیں؟ اگر وہ ایسا نہ کہیں تو کیا اپنے نزدیک ایمان سے خارج ہو جائیں گے؟ اگر ان کلموں کا اعتقاد مومن ہونے کے لیے ضروری تھا تو پھر "قرآن پاک" میں اس کی تعلیم کیوں نہیں ہوئی؟ "حدیث شریف" میں یہ سبق کیوں نہیں دیا گیا؟ تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) بڑے مہذبہ اس ضروری اعتقاد سے خالی ہی گئے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ یہ اعتقاد بدعت ہے، نیا اختراع ہے۔ سلف صالح کے یہاں نہ اس کا ذکر ہوا، نہ قرآن و حدیث میں اس کا کہیں پتہ۔ پھر اپنی ایک ٹکڑی انگ بنانے کے لیے ایسے اعتقاد پر کیوں اصرار کیا جاتا ہے؟ اور مسلمانوں سے کیوں جھگڑا مول لیا جاتا ہے؟ اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو کیوں دکھایا جاتا ہے؟ کیا وہابی بغیر اس اعتقاد کے اپنے خیال میں مومن نہیں رہ سکتے؟ کیوں یہ نفسانیتیں ہیں؟

حفظ الایمان

اسی طرح سے "حفظ الایمان" میں مولوی اشرف علی کا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھنا کہ "تپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید یہ صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے" کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبہ مراد ہیں تو حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو ہر زید عمر بلکہ ہر صبی و بچوں بلکہ جمیع حیوانات و نباتات کے لیے بھی حاصل ہے۔ یہ ناقص کلمات شان اقدس میں کیسی کھلی توہین ہیں کہ پیشوایان و بابیہ اپنے اپنے بزرگوں کے حق میں بھی ان کا کہنا گوارا نہ کریں گے اور کالی سمجھیں گے اور دنیا کا کوئی عزت دار آدمی بھی کسی فرستے اور ملت اور کسی خیال کا بھی ایسے کلموں کا سنتا گوارا نہ کرے گا۔ مگر شان اقدس میں یہ کلمے لکھے جائیں اور اس پر اصرار ہو اس کا کیا سبب ہے؟ یہ کوئی تعلیم خداوندی ہے جسے کوئی چھوڑ ہی نہیں سکتا؟ یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اعتقاد رکھنے کا حکم دیا ہے؟ یا صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اس کی تاکید کر گئے ہیں؟ کیا باعث ہے کہ ایسے کلموں سے احتیاط نہیں کی جاتی؟ احتراز نہیں کیا جاتا؟ دنیائے اسلام کا دل دکھایا جاتا ہے؟ جہاں میں فساد برپا کیا جاتا ہے مگر ایک ضد ہے کہ اس سے باز نہیں آتے۔ اس قسم کی اور توہینیں اور بے ادبی کے کلمات زبان پر لانا کتابوں میں لکھنا ان پر اڑنا کتابیں چھاپنا مناعروں کی مجلسیں کرنا فساد انگیزیاں کرنا مقدمہ بازوں میں مددہ ضائع کرنا اہل اسلام کی جماعت کو ضعف پہنچانا اور جس حال میں کہ تمام دنیا اپنی ترقی کی فکر میں ہے مسلمانوں کو خانہ جنگی کی مصیبت میں جلا کر کس مصلحت سے ہے؟ کس فائدے کے لیے ہے؟ کیا دانائی ہے؟!

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اسی طرح بعض فری مسائل پر جھگڑنا اور اپنا ایک فرقہ اور کلوی الگ بنا کر مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو جانا کیا معنی رکھتا ہے؟ اگر کسی شخص نے میلاد مبارک کی

محفل کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اور مقدس زندگی کے احوال کریمہ اور معجزات باہرہ بیان کیے۔ مجلس شاندار طود پر ترتیب دی اور باوقار طریق پر ذکر کیا۔ بیان ولادت مبارکہ کے وقت شان حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اظہار عظمت کے لیے تعطیلیں قیام کیا تو کیا برائے کی بات ہے؟ شریعت نے اس کو کون سا محرمات سے بتایا ہے؟ کہاں کہاں میں سے شمار کیا ہے جس پر اس حدود کے ساتھ جنگ ہے؟ ناراضگی ہے؟ مٹا میں چھاپی جاتی ہیں۔ رسالے لکھے جاتے ہیں؟ اس کی توہین میں تعزیریں لکھی جاتی ہیں؟ مسلمانوں کو مشرک اور بے ایمان بتایا جاتا ہے۔ جو مخالفت وہابی صاحبان کبھی سینما اور ٹھیٹر کے لیے نہیں کرتے، حرام کاریوں اور بدافعالیوں کے لیے نہیں کرتے وہ کوشش محفل مبارک کے روکنے کے لیے کی جاتی ہے۔ اس کا کیا باعث؟

التزامی امور

تپ مدرسے بتائیں، اس میں جماعتیں ترتیب دیں۔ ہر جماعت کے لیے ایک نصاب اور خاص ایک پڑھانے والا مقرر کریں، اسباق کے لیے اوقات کا تعین ہو، تعطیلوں کے لیے ایام معین ہوں، ان پر التزام ہو، امتحان کے لیے میدان مقرر ہو، امتحان کے پرچے بنائے جائیں۔ نمبر دیے جائیں، بعض کتابوں کا تقریری امتحان لیا جائے، ممتحن بنائے جائیں۔ ان کے لیے تفکرات کیے جائیں، بعد امتحان تعطیل کی جائے، سالانہ جلسے تاریخ کی تعیین و تدائی کے ساتھ کیے جائیں، ان کے لیے اشتیارات چھاپے جائیں، طالب علموں کی ایک نصاب معینہ ختم کر لینے پر دستار بندیاں کی جائیں، دستاروں کے لیے ایک رنگ خاص مقرر کر لیا جائے، مدرسہ کا نام و دستار پر لکھوایا جائے۔ یہ تمام چیزیں زمانہ اقدس میں کب تھیں؟ زمانہ صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں اس کا کہاں وجود تھا؟ زمانہ تابعین و تبع تابعین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) میں کب پائی گئیں؟ ان سب پر التزام ہے، پابندی ہے، موجب ثواب جانتے ہیں، داخل عبادت سمجھتے ہیں، یہ بدعت کیوں نہیں؟ اس کی مخالفت کیوں نہیں کی جاتی؟ مولوی رشید احمد صاحب کے مرنے لکھ کر تو چھاپنا بھی

بدعت نہ ہو جو بہت سے ناجائز مبالغوں پر مشتمل ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر جلیلی و بیان ولادت کی محفل بدعت ہو جائے؟۔

دعوت انصاف

ساری جماعت میں کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ جو خطے حوالے میلاد مبارک اور عرس وفاقہ، پیچہ، چٹم کے بدعت بنانے کے لیے تم پیش کرتے ہو اس سے بدرجہا زیادہ خود آپ کے عمل میں ہیں۔ مگر نہ مدرسہ کو بدعت کہا جاتا ہے نہ دستار بندی کو نہ جلسہ سالانہ کو نہ تعین اوقات اسباق کو نہ قوانین مدرسہ کو تو پھر کیا یہ ناجائز کا حکم غیروں ہی کے لیے ہے؟ تم اس سے مستثنیٰ ہو؟ اتنے بڑے فرقے میں کوئی تو انصاف کرے، مگر معلوم نہیں قلوب کا کیا حال ہے، نور بجھے گئے اور نام کو دشمنی باقی نہ رہی کہ دوسروں کے افعال کو جن وجوہ سے بدعت بتائیں، جنگ کی بناء، ٹھہرائیں، اپنے آپ بیدریغ انہیں عمل میں لاتے چلے جائیں، ذرا نہ شرمائیں۔ یہ مسائل ایسے نہ تھے کہ نکلے پڑھے آدمی انہیں سمجھ نہ سکتے اور اصحاب عقل و خرد ان کو مورد بحث بناتے۔ یہ ایسی کھلی باتیں تھیں جن کو ہر سمجھدار انسان جان سکتا تھا کہ ان میں کوئی شائبہ عدم جواز کا نہیں ہے۔

میلاد مبارک کی محفل حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے بیان احوال کے لیے منعقد کی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال کریمہ کا جاننا اور اس سے باخبر ہونا ایمان دار کے لیے اعلیٰ ترین سعادت ہے۔ "حدیث شریف" میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کو ذکر اللہ بتایا گیا۔ گھر میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم) کا نام ہی وصف رسالت کے ساتھ اس طرح داخل ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی توحید و بے مثالی کا منکر مومن نہیں ہو سکتا، اس طرح سے آپ پر ایمان نہ لانے والا اور آپ کی رسالت کا اقرار نہ کرنے والا بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ جس ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان کا مدار ہے اور جس پر ایمان لائے بغیر کفر کی ظلمتوں سے نجات نہیں مل سکتی، اس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم) کے احوال پاک کا بیان یقیناً شان احترام سے

ہونا چاہیے۔ اور وہ مجلس جو اس مقصد کے لیے منعقد کی گئی ہو اس کو نصب و زینت دینا اور عرام میں باوقعت بنانا تقاضائے ایمان ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) کا ذکر ذکر اللہ ہے ذکر اللہ "حدیث شریف" میں وارد ہوا "ذکرک ذکرکوی" آپ کا ذکر میرا ہی ذکر ہے۔" دوسری حدیث شریف میں ارشاد باری ہے: "من ذکرک ذکرکوی" جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ اور ذکر الہی کی محفل کو حدیث میں جنتی چستان بتایا گیا ہے۔ "حدیث شریف" میں ہے:

اذا مروتم بمرافق الجنة فارتموا قالوا وما مرافق الجنة
قال خلق الله كوكب۔

حضور مید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تمہارا جنتی چستانوں پر گزر ہو تو میوہ چینی کیا کہو"۔ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے عرض کیا "جنتی چستان کیا ہیں؟" حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "ذکر کی محفلیں"۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میلاد مبارک کی محفلیں جن میں ذکر حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوتا ہے جس کو "حدیث شریف" میں ذکر اللہ بتایا گیا وہ جنتی چستان ہیں۔ حدیثیں تو جنتی چمن بنائیں، بہشتی باغ فرمائیں، مگر معاند متعصب اس کو بدعت کہے، ناروا پکارے، ہوشمند انسان متحیر ہوتے ہیں کہ ان نگھے پڑھے جاہلوں نے کس طرح ذکر حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محافل حبرکہ کو ناجائز کہہ دیا۔ یہ بات محفل میں نہیں آتی۔ دریافت کرتے ہیں کہ ان محافل کے ناجائز ہونے کا سبب کیا ہے؟ اس وقت ان معاندین و متعصبین کو حیرانی و پریشانی ہوتی ہے۔

قیام

اس سراسیمگی میں کبھی تو یہ کہہ گزرتے ہیں کہ "ذکر شریف تو درست ہے مگر قیام وقت ذکر ولادت پر اعتراض ہے"۔ مگر اس بات کو کوئی محافل باور نہیں کر سکتا کہ قیام ناجائز ہے، اور ناجائز بھی ایسا کہ محفل شریف ہی کو ناجائز کر ڈالے۔ اس لیے دریافت کیا جاتا ہے کہ قیام میں کیا مضائقہ؟ اس کی ممانعت کہاں وارد ہوئی؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ "قیام وقت ذکر ولادت قرون ثلاثہ میں نہیں کیا گیا۔ اس کی

اصل ثابت نہیں اس لیے یہ بدعت ہے۔" مگر اس کی یہ بات ایک لامعنی جملہ اور بے بنیاد ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے قیام فرمانا ثابت ہے۔ اس پر یہ لکھنا کہ "ایک شخص موجود و حاضر کے لیے جو آنکھوں کے سامنے ہو اور سب کو نظر آتا ہو قیام کرنا درست ہے" مگر جو ایسا نہ ہو اور سب اس کو ایسا نہ دیکھتے ہوں اس کے لیے قیام شرک ہے۔" ایک بالکل بے حقیقت بات ہے کیونکہ جو چیز شرک ہے وہ حاضر کے لیے غائب کے لیے سب ہی کے لیے شرک ہے اس میں یہ تفریق نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کسی عظیم خبر کو سن کر جذباتِ شوق یا خوف کے ساتھ حائر ہو کر کھڑا ہو جانا طبیعت انسانی کے لیے ایک امر عادی ہے اور "حدیث شریف" سے بھی ثابت ہے 'رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔ چنانچہ جب "تہ اتی امر اللہ" نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں ایک جذبہ پیدا ہوا اور آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فوراً کھڑے ہو گئے۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر سن کر بالخصوص ایسی مجلس میں جو حضور ہی کے ذکر مبارک کے لیے مستعد کی گئی ہو اور حضور کی نعمت مبارک سن کر دلوں میں محبت موجیں مارنے لگی ہو، ذکر ولادت سن کر جذبات میں ایک لہر آجانا اور سرور کا اظہار ادب و تعظیم کے لیے مستعدی قیام ہونا کچھ بعید نہیں اور عین اس سنت کے مطابق ہے جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قیام میں پائی گئی۔

نیز کسی عظیم الشان وحی ذکر کئے سننے کے لیے اس ذکر کے احرام کے لیے قیام کرنا بھی سنت صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سننے کے لیے قیام فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کا اور حضور کے بیانِ ظهور کا قیام تو خود اس سے ثابت ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نفس نہیں منبر پر قیام فرما کر اپنی ولادت کریمہ کا ذکر کیا۔ اب قیام میں کیا اشتباہ ہے؟ کیا

اعتراض ہے؟ کیا عذر ہے؟ کیا حیلہ ہے؟ کیا بہانہ ہے؟ کتنے وجوہات قیام ثابت ہے
 اچھا 'تسماری آنکھیں بند ہیں' تمہیں یہ کچھ نظر نہیں آتا، احادیث تک تسماری
 رسائی نہیں، افعال کریمہ پر نظر نہیں، سیرت صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) سے
 واقفیت نہیں، بے خبر انسان ہو تو اگر عقل و خرد کا دعویٰ ہے تو کچھ ہوش سے بھی کام
 لو اور اتنا تو سوچو کہ قیام کرنے والا کس نیت سے قیام کرتا ہے، وہابیوں کے مارنے
 کے لیے الٹا ہے یا شیطانوں کے جلانے کے لیے الٹا ہے یا مجلس سے چلا جانا اس کا
 مقصود ہوتا ہے، اس کے اٹھنے کا مدعا کیا ہے؟ اگر تسماری سمجھ اتنا بھی نہ پتا سکے کہ
 یہ لوگ اس وقت کیوں اٹھے تو اس عقل پر ماتم کرو۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ لوگ بھی
 سمجھ لیتے ہیں جو کھلے کافر ہیں اور اسلام کے دعویدار نہیں۔ تسماری سمجھ میں اگر یہ
 بھی نہ آئے تو میلاد خواں سے پوچھ لو، صاحب مجلس سے دریافت کرو، شرکاء مجلس
 سے سوال کرو۔

ہر شخص تمہیں بتا دے گا کہ یہ قیام بہ نظر تعظیم تھا۔ تو اب تم بتاؤ کہ تعظیم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تمہیں عداوت ہے؟ اس کو ناجائز سمجھتے ہو؟ کیا
 قرآن و حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم نہیں
 دیا؟ دیا گیا اور ضرور دیا گیا تو بتاؤ کہ تعظیم و توقیر کے لیے کوئی ادا خاص کر دی گئی
 اور طریقہ معین کر دیا گیا ہے؟ اور تعین کے دشمن اور تعین میں کام کرنے والوں
 یہاں اپنے دل سے کیوں تعین کرتے ہو، جو طریقہ تعظیم کا ہو جس قوم میں ہو امر
 تعظیم کے لیے معروف ہو چکا وہ یقیناً تعظیم کا فرد اور "توقیر" کے حکم میں داخل
 رکھو "قرآن" سے منحرف نہ ہو۔ جب تم مانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تعظیم ضروری ہے تو کون سی وجہ ہے کہ قیام کا انکار کرو؟

اب رہا یہ حیلہ کہ قیام تعظمیٰ جائز تو ہے لیکن مجلس مبارک میں فقط ذکر
 ولادت شریف ہی کے وقت ہی قیام کیوں کیا جاتا ہے؟ اول سے آخر تک قیام کیوں
 نہیں کیا جاتا؟ ایسے غلطیے امر جائز کو ناجائز نہیں کر سکتے۔

وہابیوں سے پوچھو کہ کیا کسی امر جائز کا ایک معین وقت میں کرنا اور دوسرے
 اوقات میں نہ کرنا ان کو ناجائز کر دیتا ہے؟ اگر ہاں کہیں تو دلیل لاؤ کوئی "آیت" یا

حدیث "سناء۔" شخص اپنی رائے فاسد و خیال کا سد سے کسی جائز کو ناجائز مت ٹھہراؤ۔ شریعت کسی کے خیال کا نام نہیں ہے۔ وہ بچا رہے مجبور ہوں گے اور کوئی دلیل نہ لاسکیں گے۔ تو ظاہر ہو جائے گا کہ ان کا دعویٰ جھوٹا تھا اور امر جائز کو کسی وقت معین میں کرنا ناجائز نہیں کر سکتا۔

اس مضمون کو دہائیہ کے اور ذہن نشین کر دو۔ فقہ وحدیث کا درس مدرسوں میں جماعت بندی کے ساتھ جو تمہارا معمول ہے جائز ہے، موجب ثواب ہے، تو فقط دن ہی میں مدرسے کیوں کھلتے ہیں، رات میں درس کیوں نہیں ہوتا؟ اس تعین پر کوئی آیت یا حدیث ہے؟ نہیں ہے، تو کیا اس تعین سے وہ امر جائز، ناجائز ہو گیا؟ اسی طرح جمعہ کے سوا باقی ایام میں پڑھانا ایسے ہی رمضان شریف میں مدرسہ کو بند رکھنا، اس تعطیل کے لیے جمعہ و رمضان کی تخصیص وتعین کیا اس کو ناجائز کر دیتی ہے؟ کرتی ہے تو تم سب اس کے مجرم ہو۔ نہیں کرتی تو قیام پر تمہارا اعتراض ایسی جاہلانہ بات ہے جس کی خود تمہارے عمل تکذیب کرتے ہیں۔

علاوہ بریں اوپر ذکر کیے ہوئے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام کو ذکر ولادت کے ساتھ ایک قوی مزاحمت ہے۔ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کے ساتھ خود ذکر ولادت شریف فرمانا اسی شیخ پر تھا۔ مجلس راضی تھی۔ حضور تشریف فرما تھے۔ دین کے مسائل کا ذکر دیا تھا۔ اسی میں جب ذکر ولادت مبارک فرمایا تو قیام فرمایا، اور جب وہ ذکر مبارک فرما چکے پھر جلوس فرمایا۔ پھر وہی ذکر مسائل تھا تو معلوم ہوا کہ خاص ذکر ولادت شریف کے لیے قیام مستحب و مستحسن ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مسئلہ کے سننے کے لیے قیام فرمانا، باوجود یہ کہ اس سے قبل بھی مسائل دین ہی کا ذکر ہو رہا تھا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی مسئلہ خاص مہتمم بالشان کے لیے مجلس میں بیٹھنے ہوئے کھڑا ہو جائے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور سنت صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) بھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "بخاری شریف" کی ہر ایک حدیث لکھنے کے لیے غسل فرماتے، دو رکعت نماز پڑھتے تب لکھتے۔ مولود و قیام سے چڑنے والے وہابی یٹائیں تو کہ ان کا یہ فعل بدعت تھا یا نہیں؟ کبھی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین (رضی

اللہ عنہم اجمعین) نے بھی ایسا کیا تھا؟ قرونِ ثلاث میں یہ عمل پایا کیا تھا؟ جب ایسا نہیں ہے تو بقول ہمارے بدعت کیوں نہیں ہوا؟ اس سے بھی قطع نظر کر کے وہی قیام والا سوال کر دو کہ ”اگر حدیث لکھنے کے لیے نیا جہل اور دو رکعت پڑھنا جائز ہو تو پھر بخاری ہی لکھتے وقت ایسا کرنے کی کیا تفصیل تھی جب حدیث رسول اللہ لکھتے تھے پیش ہی ایسا کیوں نہیں کرتے تھے؟“

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ”حدیث“ بیان فرماتے تھے تو مجلس آراستہ کی جاتی، بہترین فرش بچھائے جاتے، نہیں مسند لگائی جاتی، خود امام صاحب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عمرہ پوشاک پہنتے، عطر لگاتے، خوشبو نہیں مسکائی جاتیں۔ یہ اہتمام ان کی مجلس حدیث کے لیے ہوتا۔ تمہاری بدعت کہاں تک چلے گی! مکررات یہ ہے، یہ آنکھ والے تھے، قدر رافع اور منزلت جلیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انہیں معلوم تھی۔ آداب سے واقف تھے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک حدیث کے لیے یہ اہتمام کرتے تھے، تم بھی اگر کچھ باخبر ہوتے اور حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو کچھ پہچانتے تو ذکر میلاد مبارک کی محفل اور تعطیلیں قیام میں یس و پیش نہ ہوتی۔

نعت خوانی

ایک جیلہ یہ ہے کہ ”ذکر ولادت و قیام تو سب درست ہے لیکن اس میں نظمیں پڑھی جاتی ہیں۔“ یہ جیلہ بھی بیکار ہے۔ نظم کوئی ناجائز چیز نہیں اور بالخصوص نعت شریف کی نظم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نعت شریف کی نظمیں پڑھتے تھے اور ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے مسجد شریف میں منبر بچھایا جاتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لیے دعائیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے: ”اللھم اھدہ لودوح القدس۔“ تو اب نظموں پر کیا اعتراض رہا؟ حضور کی مجلس شریف میں پڑھی گئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اذن و اجازت سے پڑھی گئیں۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس پر راضی و خوشنود ہوئے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم) نے پڑھنے والے کے حق میں دعائیں فرمائیں۔ ایسا امر بھی ناجائز اور بدعت ہو سکتا ہے؟ توازیں ملائے؟ اس کی کہیں شریعت میں ممانعت وارد ہوئی؟ یا دین کے مسائل میں ہمیں کوئی ایسا اختیار ماحصل ہو گیا ہے کہ جس امر کو چاہو محض اپنی رائے سے منوع و ناجائز قرار دے لو؟ ایسے حکم دینا ایسا ناجائز بتانا بھی "احداث فی الدین" اور بھی بدعت جیدہ ہے۔ او بدعتیو! خود بدعت کرتے ہو اور متبعین سنت کے افعال کو بدعت بتاتے ہو؟ یہ تو ہمیں کیا خبر ہوگی کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خندق کھودتے جاتے تھے اور توازیں ملا کر ایک ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور اپنی جان نثاری کی تکبیریں پڑھتے جاتے تھے اسی آواز ملائے کو بے دلیل منوع کہتے ہو؟ فعل صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) پر اعتراض ہے اور خاص اس فعل پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا؟

شیرینی

اب آپ کا صرف یہ اعتراض باقی رہ گیا کہ منہج ختم شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ تو تقسیم شیرینی کوئی حرام ہے؟ منوع ہے؟ شریعت میں کہیں اس کی ممانعت وارد ہوئی؟ وہ کوئی ناجائز چیز ہے؟ پدایا اور خیالقات کا زمانہ اقدس میں معمول تھا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کا حکم فرمایا۔ موجب انبیاء نبوت فرمایا۔ سورہ کے وقت خیالیں اور احباب و اقارب میں تقسیم طعام یا شیرینی سنت صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) ہے جانتا اس کے تذکرے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختم قرآن کے بعد اونٹ ذبح فرما کر پدے احباب کیا۔ ایک وہ کیا صدقہا مثالیں حد کرامت حد میں ملتی ہیں اور آپ کے یہاں جو "نثاری شریف" کا ختم اور اس میں تقسیم شیرینی کا معمول ہے وہ بھی آپ کو نہ کھانا؟ اس پر بھی بدعت ہونے کا حکم نہ لگایا؟ زمانہ اقدس میں بھی اس طرح ختم کیا گیا تھا؟ اس میں شیرینی تقسیم ہوئی تھی؟ ہر حال کوئی اونٹ سی دج بھی ایسی نہیں ہے جس سے کوئی عاقل منصف مجلس مبارک میلاد کو ناجائز تو کیا غیر مستحب بھی سمجھ سکے۔ ایسی حالت میں اس کو مورد بحث بنانا اور ذریعہ جدال قرار دینا اور اس حیلہ سے مسلمانوں کو برا کہنا

اور جماعت میں تفرقہ ڈال دینا شیطانی فعل نہیں تو کیا ہے؟

ہندو نوازی

آپ ہی تو وہ ہیں جو ہندوؤں کی محبت میں وارفتہ ہو کر جلسوں میں پھرا کرتے ہیں، ہڑتالیں کرایا کرتے ہیں، مشرکین کے ساتھ آوازیں ملا کر "بے" پکارا کرتے ہیں۔ یہ کوئی چیز آپ کو بدعت نہیں معلوم ہوتی مگر ذکر حبیب اور میلاد مبارک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بدعت نظر آتا ہے؟ اس کے نام سے سودا الٹتا ہے؟ خفقان ہوتا ہے؟ آپ سے باہر ہو جاتے ہیں؟ اس تفرقہ انگیزی سے باز آؤ اور سوچو کہ مجلس مبارک میلاد شریف پر بے جا ضد اور ہٹ کیا فائدہ دے سکتی ہے؟ اور اس سے مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی کر کے فتنہ پیدا کرنا کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟

گیارھویں شریف

اسی طرح گیارھویں تاریخ کسی خوش عقیدت مسلمان نے حضور نبی اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کردی تو وہابی صاحب جل بھن گئے، مرجیس لگ گئیں۔ آپ کا کیا نقصان ہوا؟ آپ کو کیا ایذا پہنچی؟ آپ کے دل میں کیوں درد اٹھا؟ اومیاں! ناکوں سے نہ چڑنے والو، سیناؤں سے نہ کھیسانے والو، کانگریسی جلسوں اور جلوسوں میں بے پردہ عورتوں کے ساتھ اختلاط رکھنے والو، ان کی تقریریں سننے والو، ایسے مجامع میں جہاں بے پردہ عورتیں بے حجابانہ تقریریں کرتی ہوں شرکت کرنے والو، گیارھویں شریف سے کیوں کھیساتے ہو؟ اس میں ہمیں آزرہہ کرنے والی کیا چیز ہے؟

"قرآن کریم" کی تلاوت مومن کے گھبرانے کی بات نہیں، بے ایمان ضرور اس سے چڑے ہیں "اذا ذکر اللہ وحده اشتماذت قلوب اللہین لا یومنون بالآخرة" جب خدائے وحدہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پریشان ہو جاتے ہیں، جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وقال اللہ تعالیٰ "وقال النین کلوا لا تسمعوا لهذا القرآن والغواہ لعلکم تغلبون" کافروں نے کہا "اس قرآن کو نہ سناؤ اور اس میں یہود و شر

تم غالب ہو۔" قرآن پاک کے سننے سے گھبرانا اس سے چڑنا اور برا ماننا یہ تو "قرآن پاک" نے کفار کا کام بتایا ہے۔ گیارہویں کی فاتحہ میں "قرآن پاک" کی عظمت کی بتاتی ہے آپ اس سے کیوں گھبراتے ہیں؟

اس کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے؟ کچھ طعام یا شیرینی ہدیہ ٹاکرین کر دی جاتی ہے اس میں کیا مضائقہ ہے؟ حسن سلوک اور احسان شریعت میں محمود ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوسن کی علامتوں میں شمار فرمایا ہے۔ "اعطام الطعام" کوئی بہت ہی بڑا سخت دل سمجھوس ہوتا، وہ بھی دوسرے کے خرچ کرنے پر برا نہ مانتا۔ آپ میں کیا صفت ہے جو آپ اتفاق علی المسلمین سے مجز کر "مناع للعید" بنے جاتے ہیں؟۔ اس میں آپ کو کون سی چیز ناجائز نظر آتی؟

ہاں ایک یہ بات شاید آپ کہیں کہ "عظمت و طعام کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے حضور غوث پاک کو" تو آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ایصال ثواب عبادات بدنیہ و مالیہ کا شریعت نے جائز رکھا ہے حضرت سعد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے حسب ارشاد اپنی والدہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ایصال ثواب کے لیے کنواں بنوایا۔ "حدیث شریف" میں موجود ہے، اس مسئلہ پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔ شرح عقاید اور تمام دینی کتب میں صرح ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے جو آپ کو بدعت لگتی ہے؟ صرف گیارہویں تاریخ کا تعین؟ تو کیا اس کی ممانعت میں کوئی حدیث وارد ہو گئی ہے؟ عمل خیر کے لیے تعین اور خاص اموات کے ایصال ثواب کے لیے "حدیث شریف" سے ثابت ہوتا ہے۔ خود حضور انورؐ تاریخ مجسم، جان ایمان صلی اللہ علیہ وسلم سالانہ شدائے احد (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ اس سے تعین کا پتہ چلا۔ اور تعین کا پتہ چلانا ہو تو احادیث کی کتابیں مالا مال ہیں۔ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روز فتح کی خوشی کے لیے اسی تاریخ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے کے لیے فرمایا۔ اپنی ولادت شریف کے روز یعنی دو شنبہ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے "یہ ولدت"! اس دن میری پیدائش ہوئی ہے۔" یہ تعین ہوا یا کیا؟

دعوت انصاف

فرض کوئی عذر وجہ ان کے بنائے نہیں بنتا۔ لیکن مسلمانوں میں نزاع پیدا کرنا اور اختلاف ڈالنے کے لیے ضد ہے، اصرار ہے، کیا دعویٰ شریف سے بددعا ہے؟ اس کے نام سے چلتے ہیں۔ کوئی ادنیٰ سی وجہ بھی ہوتی، کوئی شرعی دلیل اس امر کی مخالفت پر قائم ہوتی تو موقع تھا کہ انکار کرتے مگر نفس دھوٹی کے لیے انکار اور جماعت اہل اسلام میں تفرقہ اندازی نہایت افسوسناک جرم ہے۔ اسی طرح اور مسائل میں نزاع عدلیہ ہے کہ یہ امور ایسے وقت و عامض اور ایسے مشکل و لاغفل تو ہیں نہیں، جہاں تک صاحب عقل و ہوش رہنمائی نہ کر سکے؟ سمجھ میں آتا ہے اور صاف سمجھ میں آتا ہے اور ہر منصف مزاج جب نظر ڈالتا ہے تو اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ کتنی فرمات میں ان کا اعتراض بے جا ہے، صرف نقصانیت کا کرشمہ ہے، شرعی دلائل اور قوی بیانیات ان امور کے جواز پر موجود ہیں۔ ایسے ہی اصل مسائل جن میں وہابیہ نے طوفان بپا کر دیا ہے اس قدر مشکل نہیں ہیں کہ کسی وہابی کی قسم ان تک رسائی نہ کر سکے۔

تعظیم رسالت

یہ قوسب کو حلیم ہے کہ حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور تعظیم و توقیر اہم ترین فرائض میں سے ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جناب میں اٹھائی گستاخی ہے شبہ کفر، پھر مولوی رشید و ظلیل، عمر قاسم و اشرف علی وغیرہ کی طرف داری میں اس قدر وارد ہو جاتا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شان میں ان کے ناقص کلمات اور گستاخانہ الفاظ برداشت کیے جائیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ شدت سے ان کی طرف داری کی جائے ایسی کتابیں جن میں یہ کفریہ مضامین ہوں ان کو ہکرات و مرات چھاپ کر شائع کیا جائے تمام عرب و عجم کے مسلمان آئندہ درنہید ہوں، حرمین مطہرین تک سے ان ناقص کلمات پر کفر کے فتوے آجائیں مگر ضد اور ہٹ میں کی نہ آئے۔ بارگاہ الہی میں سر نہ جھکے؟ توبہ کے لیے زبان نہ بولے؟

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی گستاخی کرے کے باوجود ان مولویوں کو نہ چھوڑا جائے؟ نہ انھیں توبہ پر مجبور کیا جائے؟ یہ کتنی بڑی بے حصتی ہے۔ ہندو پاکستان میں ایک عظیم فتنہ برپا ہے، گھر گھر میں جنگ ہے، ہر جگہ شور ہے، غرقا ہے، کچھ تو منجیدہ طبیعت انسان اس درد کا احساس کریں اور مسلمانوں کو اس گہور درد دینے والے نزاع سے نجات دلائیں۔ اگر وہابی صاحبان ذرا سی ضد چھوڑ دیں اور شریعت میں اپنی طرف سے ضد کرنے کی عادت چھوڑ دیں تو یہ تمام جھگڑا ایک دم ختم ہو جائے اور ہندو پاکستان کے گوشہ گوشہ میں جنگ تعصب کے بھڑکنے والے شعلے بجھ جائیں اور یہ آگ سرد ہو جائے۔ اگر چند کلمات ناشائستہ تمہاری زبان سے نکلے، تمہارے قلم سے لکھے گئے، تمام ملک ان سے آزرده خاطر ہے، تمام مسلمان ان سے رنجیدہ ہیں، ہر مسلمان کا دل ان سے دکھا ہوا ہے، تو ہمیں ان کھلیوں پر کیا اصرار ہے؟ تم اس بات کی بچا کرنے پر کیا مجبور ہو؟ توبہ کے دو کھلیوں سے اس نزاع کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے؟ اگر کوئی باہمت وہابی اپنے اکابر کو توبہ کی ہمت دلائے اور ان پر زور دے تو تمام ہندو پاکستان کی یہ صد سالہ جنگ منٹوں میں طے ہو سکتی ہے۔

کیا ہے کوئی ایسا صلح جو؟ کیا ہے کوئی ایسا امن پسند؟ کیا ہے کوئی ایسا درومند جو اس کوشش کے لیے کمر بستہ اور تیار ہو؟ جاہل سے جاہل انسان اور سرکش سے سرکش شخص بھی خدا (جل شانہ) کے حضور توبہ کرنے اور جہنم نیاز خاک پر رکھنے میں نہیں جھجکتا۔

کیا دعویدار ان علم دہمہ دانی عملی طور پر ثابت کریں گے کہ ان میں بھی اتنی حیثیت باقی ہے؟ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔